اسلام علیکم!.......

امید کرتے ہیں کہ آپ خیریت سے ہونگے۔ برائے کرم اس مسئلے پر قرآن اور شریعت کا کیا حکم ہے روشنی فرمائیں؟ کیا ان شرائط پر کام کرنا حلال ہے یا حرام؟ کیا یہ سود کے زمرے میں آتا ہے؟

ہمارا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ ہم موٹرسائیکل ریس میں استعمال ہونے والے لیدر سوٹ بناتے اور انٹرنیٹ پر آن لائن بیرون ملک فروخت کرتے ہیں۔ اب چونکہ پاکستان میں کوئی بھی کمپنی بین الاقوامی سطح پر ریٹیل کاروبار سے متعلق پیسوں کا لین دین نہیں کرتی اسی لیے ہمیں غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ کاروباری معملات طے کرنا پڑتے ہیں۔

ہوتا اس طرح ہے کہ جب ہمارا کوئی پراڈکٹ سیل ہوتا ہے تو پیسے اس کمپنی کے اکاؤنٹ میں چلے جاتے ہیں۔ وہ کمپنی دس سے پندرہ دن کے اندر پیسے ہمارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیتی ہے جو ہمیں پاکستان میں وصول ہو جاتے ہیں۔

ایک کمپنی ہمیں یہ سہولت دے رہی ہے کہ ہم اس سے ایک خطیر رقم ادھار لے لیں یا یہ سمجھ لیں کہ وہ ہمارے کاروبار میں انویسٹمنٹ کرنا چاہ رہی ہے 10 % پرافٹ مارجن پر۔ جس کی وصولی کا طریقہ کار کچھ اس طرح ہوگا کہ وہ ہماری سیل پر جمع ہونے والی رقم میں سے 10% کٹوتی کر کے بقایا رقم ہمارے اکاؤنٹ میں جمع کرواتی رہے گی۔ اور یہ سلسلہ تب تک چلتا رہے گا جب تک اس کمپنی کی تمام رقم بمعہ 10 % انٹرسٹ یا پرافٹ مارجن کے پوری نہیں ہوجاتی۔ رقم واپس کرنے کی کوئی ڈیڈلائن مقرر نہیں، جب سیل ہوگی تب ہی وہ کمپنی اپنا پرافٹ نکال کر بقایا رقم ہمارے اکاؤنٹ میں جمع کروا دے گی۔ اگر سیل زیادہ ہوگی تو اس کی رقم جلد واپس ہو جائے گی اور اگر سیل کم ہوگی تو اس کی رقم پوری ہونے میں وقت لگے گا۔

مثلاً: کمپنی ہمیں 100,000 روپے ادھار دیتی ہے یا انویسٹمنٹ کرتی ہے اور اس پر 10% پرافٹ مارجن طے کرتی ہے تو ہمارے ذمے واجب ادا رقم 110.000 ہوگی جو تب تک ہماری سیل کی قل رقم میں سے کٹتی رہے گی جب تک ان کی رقم 110,000 روپے پوری نہیں ہو جاتی۔ اب چاہے یہ رقم 5 ماہ میں پوری ہو جائے یا 18 ماہ میں۔ وقت ذیادہ ہونے کی صورت میں انٹرسٹ ریٹ یا پرافٹ مارجن 10% ہی رہے گا کم یا زیادہ ہرگز نہیں ہوگا۔

رقم کی رکوری کا سیدھا تعلق سیل سے ہے۔ اب ظاہر سی بات ہے ہم جو بھی چیز فروخت کریں گے اس میں ہمارا پرافٹ مارجن ہوگا اور وہ کمپنی اسی پرافٹ مارجن میں سے اپنی رقم رکور کرے گی۔ ہمارے کاروبار میں پرافٹ مرجن 100% سے بھی ذیادہ ہوتا ہے۔

مثلاً: دس دنوں میں ہماری ٹوٹل سیل 25000 ہوتی ہے تو کمپنی 25000 میں سے 2500 یعنی 10% اپنا پرافٹ مارجن کاٹ کر بقایا 22500 ہمارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دے گی اور یہ تب تک ہوتا رہے گا جب تک کمپنی اپنی قل رقم 110.000 وصول نہیں کر لیتی۔

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲/۲۲۴۸
مورخہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصليًا

صورتِ مسؤلہ میں مذکورہ کمپنی آپ کو جو رقم پیشگی دے رہی ہے وہ قرض ہے اگرچہ وہ انویسٹ کے نام سے دے رہی ہو اور پھر اس پر دس فیصد نفع لینا قرض پر مشروط نفع ہے جو سود اور حرام ہے اس لئے یہ معاملہ جائز نہیں ہے اس سے بچنا لازم ہے۔

البتہ اس کی جائز متبادل صورت یہ ہے کہ یا تو کمپنی سے رقم بطورِ مضاربت کے لی جائے جس میں رقم صرف کمپنی کی ہو اور محنت صرف آپ لوگوں کی ہو، اس صورت میں نفع فیصد کے حساب سے طے کرلیا جائے مثلاً کاروبار سے حاصل ہونے والے حقیقی نفع کا پچاس پچاس فیصد یا چالیس اور ساٹھ فیصد کے حساب سے تقسیم کرنا طے کرلیا جائے اور اگر نقصان ہو جائے تو اگر محنت کرنے والوں کی طرف سے کوئی زیادتی یا کوتاہی نہ ہو تو سارا نقصان سرمایہ لگانے والے ہی کے ذمہ ہوگا محنت کرنے والے سرمایہ کے نقصان میں شریک نہیں ہوں گے، البتہ نفع سے محروم رہیں گے۔

اور اگر کمپنی کیطرف سے دی ہوئی رقم کے ساتھ آپ اپنی رقم بھی ملائیں، اور کمپنی کے ساتھ مل کر شرکت کی صورت اختیار کریں تو یہ بھی جائز ہے، اس صورت میں بھی نفع فیصد کے اعتبار سے طے کیا جائے اور کام نہ کرنے والے شریک کا نفع میں حصہ اس کے شرکت میں لگائے ہوئے سرمائے کے تناسب سے زائد نہ ہو، نیز نقصان کا بھی سرمایہ کے تناسب کے مطابق حساب ہونا ضروری ہے یعنی جس نے جتنا فیصد سرمایہ لگایا وہ اتنا ہی فیصد نقصان بھی اٹھائے گا۔

دار الافتاء

قوله تعالى:

{وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا} [البقرة : ٢٧٥]

أحكام القرآن للجصاص ت قمحاوي - (٢ / ١٨٤)

والربا الذي كانت العرب تعرفه وتفعله إنما كان قرض الدراهم والدنانير إلى أجل بزيادة على مقدار ما استقرض على ما يتراضون به

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٥/ ٦٤٥)

كتاب المضاربة.(هي) لغة مفاعلة من الضرب في الأرض وهو السير فيها وشرعا (عقد شركة في الربح بمال من جانب) رب المال (وعمل من جانب) المضارب.

تبيين الحقائق - (ج ١٤ / ص ٨٥)

قال رحمه الله (ويكون الربح بينهما مشاعا) أي لا تصح المضاربة إلا إذا كان الربح بينهما مشاعا ؛ لأن الشركة تتحقق به حتى لو شرطا لأحدهما دراهم مسماة تبطل المضاربة ؛ لأنه يؤدي إلى قطع الشركة على تقدير أن لا يزيد الربح على المسمى .

البحر الرائق – (ج ١٤ / ص ٢٠٨)

وكذا لو شرطا الوضيعة على المضارب كان فاسدا -

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤/ ٣١٢)

(قوله: ومع التفاضل في المال دون الربح) أي بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلا واشترطا التساوي في الربح، وقوله وعكسه: أي بأن يتساوى المالان ويتفاضلا في الربح، لكن هذا مقيد بأن يشترط الأكثر للعامل منهما أو لأكثرهما عملا، أما لو شرطاه للقاعد أو لأقلهما عملا فلا يجوز كما في البحر عن الزيلعي والكمال.

واللہ تعالیٰ اعلم

زاہد اللہ عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۹/جمادی الثانیۃ/۱۴۴۲ھ
23/جنوری/۲۰۲۱ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۱۰/جمادی الثانیۃ/۱۴۴۲ھ
۲۴/جنوری/۲۰۲۱ء

الجواب صحیح
۱۰/۶/۱۴۴۲

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۱۴۴۲/۶/۱۰ھ

مفتی

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲/۲۲۶۸
۱۴۴۲/۶/۱۱
۲۰۲۱/۱/۲۵